مہمان اداریہ

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

پندرھویں صدی ہجری کا پیغام

چودھویں صدی کے وسط کے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں جب عالم اسلام میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک کوئی روشنی نظر نہیں آتی تھی، بیداری کی ایک نئی لہر پیدا ہوئی، اور بقول اقبال ؎

عروقِ مردۂ مشرق میں خونِ زندگی دوڑا سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی
مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی

عالم اسلام میں ایک طرف نمایاں طریقہ پر سیاسی شعور بیدار ہوا، غیر ملکی اقتدار کے خلاف جا بجا آزادی کا علم بلند کیا گیا، جس کے نتیجہ میں مصر، شام (اپنے تمام حصوں کے ساتھ) عراق، لیبیا، تونس، الجزائر اور مراکش آزاد ہوئے، افریقہ میں نئی نئی مسلم حکومتیں قائم ہوئیں، انڈونیشیا اور ملیشیا نے آزادی حاصل کی، پاکستان کی عظیم اسلامی مملکت کا وجود عمل میں آیا، ہندوستانی مسلمانوں نے جنگِ آزادی میں شریک ہوکر اور قربانیاں دے کر، سیاسی شعور اور حب الوطنی کا ثبوت دیا اور بالآخر دنیا کے سیاسی نقشہ پر ۴۵ سے اوپر آزاد مسلم ممالک اور سلطنتیں نمودار ہوئیں، جن میں سے ۲۴ اقوام متحدہ کی ممبر ہیں اور ان کے جھنڈے یونائیٹڈ نیشن کی پرشکوہ عمارت پر لہرا رہے ہیں، مسلمان اقوام متحدہ میں بھی اور بین الاقوامی مسائل و مذاکرات میں بھی اور دنیا کے سیاسی ترازو کے پلڑے میں بھی اپنا ایک خاص وزن رکھتے ہیں، اور اگر ان کا سیاسی شعور بالغ اور ان کو اپنی سیاسی طاقت و وزن کا احساس ہو، اور وہ متحد ہو جائیں، تو دنیا میں بہت سی ناانصافیوں کو روک سکتے ہیں، بہت سی کمزور اور مظلوم قوموں اور ملکوں کی مدد کر سکتے ہیں، اگر خدا ان کو خدا ترس مخلص قائد و سربراہ عطا فرماتے یا اس کے قائدین اور سربراہانِ مملکت کو توفیق اور ہدایت نصیب فرمائے، تو وہ ان اسلامی ممالک اور اپنے دائرۂ حکومت میں صحیح اسلامی حکومت قائم اور نظام شرعی کو نافذ اور جاری کر سکتے ہیں اور اپنی قلمرو اور حدود حکومت میں وہ معیاری مسلم معاشرہ، اور وہ پاکیزہ، بلند کردار، اطاعت شعار، ذمہ دار اخلاقی و روحانی ماحول پیدا کر سکتے ہیں جس کی مثالیں صرف تاریخ کے صفحات میں صدیوں کے فاصلہ سے نظر آتی ہیں، اور جن سے دنیا یکسر مایوس اور خود مسلمان غافل اور مستغنی ہو چکے ہیں، اور جو آج بھی ذہن انسانی کو چونکانے اور مغرب و مشرق کے بلاکوں کو مسئلہ پر غور کرنے پر مجبور اور اشاعت اسلام کے لئے ایک نیا راستہ ہموار کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ اپنے سیاسی وزن و اہمیت کا صحیح استعمال

کرنے کا عزم کرلیں، اور اپنے فرائض و ذمہ داریوں کا مکمل طریقہ پر احساس کریں تو وہ اس انسانیت کو بھی تباہی سے بچا سکتے ہیں، جس کی قسمت کے مالک بہ زعم خود مغربی و مشرقی بلاک بنے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی وہ اپنی دانش مندی، اتحاد اور اخلاقی طاقت سے نہ صرف اپنے ملی حقوق کا تحفظ کرسکتے ہیں، بلکہ ہندوستان کو بھی ایک نئی اخلاقی روحانی قیادت عطا کرکے اس عام تباہی سے بچاسکتے ہیں، جو روز افزوں سیاسی انتشار اور خطرناک اخلاقی بحران کی بنا پر اسکی طرف منہ پھیلائے ہوئے بڑھ رہی ہے۔

دوسری طرف عالم اسلام میں وہ چند وسیع و طاقتور، اصلاحی، فکری اور انقلابی تحریکیں پیدا ہوئیں، جن کی نظیر اپنی وسعت و قوت میں ماضی قریب میں بھی ملنی مشکل ہے۔ ان تحریکوں کا ایک درخشاں اور امید افزا پہلو یہ ہے کہ وہ ایک طرف خواص، ذہین، (INTELLECTUAL) طبقہ کو متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں، اور اس طبقہ کو مطمئن کرنے اور اس کا اسلام پر اعتماد بحال کرنے کے لئے، واضح اور پرکشش علمی مواد فراہم کرتی ہیں، دوسری طرف ان کا دائرہ جغرافیائی حدود سے آزاد ہے۔ اور وہ عالم اسلام کے ایک بڑے رقبہ میں پھیلی ہوئی ہیں، یہ پہلو بھی قابل لحاظ ہے کہ ان تحریکوں سے نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ پہلی مرتبہ نہ صرف متاثر بلکہ اپنے دیرینہ سال ہم مذہبوں کے مقابلہ میں ان کا زیادہ پرجوش داعی اور مبلغ ہے۔ اس سلسلہ میں مصر کی عظیم و طلبی تحریک "الاخوان المسلمون" ترکی کی نوری تحریک و جماعت، اردن و فلسطین کی تحریک "حزب التحریر"، انڈونیشیا کی ماشومی پارٹی، برصغیر کی عالمگیر تبلیغی دعوت اور تحریک جماعت اسلامی کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے جن سے خواہ کسی کو کلی اتفاق نہ ہو، ان کی اثر انگیزی اور وسعت و مقبولیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ تعلیم یافتہ طبقہ اور نوجوانوں میں اس ایمان افروزی، ہمت آفرینی اور خودشناسی میں اقبال کے ولولہ انگیز اور خیال افروز کلام کا بھی بڑا دخل ہے، جسکی (اپنی قوت و تاثیر اور عالمگیری میں پچھلی صدیوں کے اسلامی ادب و شاعری میں مثال نہیں ملتی۔

پندرھویں صدی اب پورے عالم پر سایہ فگن ہوگئی ہے، اگر ملت اسلامیہ اور عالم اسلام اس عظیم سرمایہ اور اس اعتقادی، فکری، علمی، سیاسی، طبعی اور انسانی ثروت و صلاحیت، طاقتور تحریکوں اور کثیر التعداد آزاد ملکوں اور وسیع سلطنتوں سے بھی محروم ہوتا جسکی طرف کچھ مختصر اشارے اوپر کئے گئے ہیں، تب بھی خدا کی رحمت سے مایوس ہونے کی ضرورت نہ تھی کہ اس کے پاس قرآن مجید کا یہ صحیفہ اور اللہ کا آخری اور ابدی دین (اسلام) موجود ہے جسکی وجہ سے ہر زمانہ میں ملت کے تن مردہ اور قلب افسردہ میں زندگی کی نئی روح پیدا ہوتی رہی ہے۔ اور معجزات و عجائبات کا ظہور ہوا ہے۔

پھر مسلمان ہی اس دور میں تنہا انسانیت کی امیدوں کی پناہ گاہ، خدا کا آخری پیغام اور انسانیت کے امین و پاسبان ہیں، شاید یہ صدی ایک ایسا فیصلہ کن موڑ لائے جو پورے عالم انسانی پر اثر انداز ہو، اللہ کی رحمت سے

ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئیے، انسانیت کی زبوں حالی، انسانوں کی ذلت و نگوں ساری، اپنے آخری نقطہ پر پہنچ چکی ہے۔ یہی وقت ہوتا ہے جب رحمت الٰہی، بلکہ غیرت الٰہی کو حرکت ہوتی ہے اور دنیا میں کوئی بڑا انقلاب آتا ہے۔

مغربی تہذیب کو پورے طور پر گھن لگ چکا ہے۔ وہ اب محض اپنی صلاحیت اور زندگی کے استحقاق کی بنا پر نہیں جی رہی ہے، بلکہ اس لئے کہ بدقسمتی سے کوئی دوسری تہذیب اسکی جگہ لینے کے لئے تیار نہیں، اس وقت جتنی تہذیبیں یا قیادتیں ہیں یا مغربی تہذیب کی لکیر کی فقیر، اور اسکی ایک روکھی پھیکی تصویر ہیں۔ یا اتنی کمزور اور شکست خوردہ ہیں کہ اس سے آنکھیں نہیں ملا سکتیں، اب اگر اسلامی ممالک اور عالم اسلام مجموعی طور پر اس خلا کو پر کرنے کی صلاحیت پیدا کر سکے جو مغربی تہذیب کے خاتمہ سے عالم انسانی میں پیدا ہوگا، تو اس کو دنیا کی امامت کا دوبارہ منصب تفویض کیا جا سکتا ہے۔ جو سنۃ اللہ کے مطابق ایک جری و قوی اور تازہ دم ملت یا قیادت کے سپرد کیا جاتا رہا ہے۔

اب ان قائدین کو یہ فیصلہ کرنا چاہئیے کہ کیا مغرب کی دائمی غاشیہ برداری اور کشکول گدائی مناسب ہے۔ یا دنیا کی رہنمائی کا منصب عالی اور عالم انسانی کی ہدایت کی مسند رفیع جس سے (نبوت کے بعد) بڑھ کر کوئی سرفرازی اور سربلندی نہیں، کیا اس کے لئے ظاہری نام و نمود، عہدہ و منصب، لذت و راحت، اور مادی و جسمانی ترغیبات کی قربانی کوئی حقیقت رکھتی ہے۔ اگر اس کے لئے سو جانیں بھی قربان کی جائیں تو درحقیقت گھاٹے کا سودا اور زیاں و نقصان کا معاملہ نہیں ہے

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

میں اپنے اس مختصر جائزہ اور اس مخلصانہ پیغام کو اقبال کے ان روح پرور اور حیات آفریں اشعار پر ختم کروں گا جن میں انہوں نے مسلمان کو مخاطب کر کے کہا ہے

ناموس ازل را تو امینی تو امینی
دارائے جہاں را تو یساری تو یمینی
اے بندۂ خاکی تو زمانی تو زمینی
صہبائے یقین درکش و از دیر گماں خیز

معمار حرم باز بہ تعمیر جہاں خیز
از خواب گراں خواب گراں خواب گراں خیز
از خواب گراں خیز

مدیر الحق کے سفر نامۂ چین کا بہت سے احباب بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ افسوس کہ مدیر الحق کی گوناگوں مصروفیات اور مشاغل کی وجہ سے یہ سلسلہ تاحال شروع نہیں کیا جا سکا ہماری پوری کوشش ہوگی کہ اگلے شمارہ سے اس کا سلسلہ شروع کیا جا سکے۔ (ادارہ)